269

سلسلہ منبر اللجنۃ العلمیۃ

2024

التبیان
Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

بعنوان

عصر حاضر میں قرآن فہمی کی ضرورت اہمیت



01 مارچ 2024ء

19 شعبان 1445ھ

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

زیر اہتمام

التبیان اسلامک سنٹر لاہور پاکستان

0308-6222418 0311-1701903

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عصر حاضر میں قرآن فہمی کی ضرورت اہمیت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم : وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:17)

’’اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/نصیحت لینے کیلئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے/نصیحت لینے والا؟‘‘۔

سامعین محترم!

عصرِ حاضر میں دنیا ترقی کی راہ پر گامزن ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے عروج پر جلوہ افروز ہے لیکن اس سب کے باوجود انسانیت زوال کا شکار ہے اور امتِ مسلمہ کثیر الجہت زوال کا شکار ہے۔ ایسے میں مسلم امہ کے زوال کا سبب تلاش کرنا ضروری ہے۔ اس پیرائے میں مختلف مغربی فلاسفہ اور مفکرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی ہے مگر ان میں کوئی بھی کارگر ثابت نہیں ہوئی کیونکہ ایسے زیادہ تر حل انسان کے ایک مخصوص مادی پہلو کو لے کر دیئے گئے ہیں۔ ایسے میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ہم جسے اپنے لئے مکمل ضابطہ حیات قرار دیتے ہیں اِس کی عملی تفسیر کے متعلق ماضی سے سبق بھی حاصل کریں اور اس ضابطہ حیات کو اِس کی کُلیت میں اپنا ئیں کیونکہ ہمارے تمام تر مسائل کا حل اسی میں پوشیدہ ہے۔ علامہ اقبال ؒ ہماری توجہ اس جانب دلاتے ہیں کہ:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایک بار پھر سے قرآن مجید میں غوطہ زن ہوں۔ اس میں موجود جواہر کو تلاش کریں اور انہیں اپنی زندگی میں جگہ دیں۔

قرآن فہمی (تدبر) کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح انداز میں قرآنی آیات میں تدبر کرنے، سمجھ کر پڑھنے اور اس سے نصیحت حاصل کرنے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنے کا حکم فرمایا۔اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں تذکر اور تدبر کے الفاظ استعمال کیے۔

تذکر اور تدبر دونوں ایک دوسرے سے ملتے جلتے الفاظ ہیں۔الگ الگ یہ دونوں قرآن کریم کے بہت سے مقامات پر آئے ہیں۔البتہ سورۃ ص میں دونوں الفاظ یکجا آ گئے ہیں:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (ص:29)

''یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبیؐ) ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں''۔

تذکر کا مطلب ہے قرآن مجید سے ہدایت اخذ کر لینا' نصیحت حاصل کر لینا' اصل راہ نمائی حاصل کر لینا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اتارنے کا اصل مقصد یہ بتایا کہ اس میں غور وتدبر کیا جائے اور اس سے عبرت ونصیحت حاصل کی جائے یہ مقصد نہیں ہے کہ بلا تدبر صرف زبانی تلاوت کی جائے ۔اگر چہ تلاوت کا بھی بڑا اجر وثواب ہے، چوں کہ یہی تدبر اور ہدایت تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مشہور تابعی حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم! قرآن میں غور وفکر اسے نہیں کہتے کہ اس کے حروف کو تو یاد کیا جائے مگر اس کے حدود کو پامال کیا جائے، یہاں تک کہ بعض لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں نے پورا قرآن ختم کر لیا جبکہ ان کے اخلاق و کردار میں قرآن کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا۔

(تفسیر ابن کثیر 64/7)

❀ قرآن نے بار بار تذکر اور تفکر پر آمادہ کیا ہے''تذکر'' ذکر سے بنا ہے۔تذکر یاددہانی کو کہتے ہیں۔ سورہ قمر میں یہ لفظ چار مرتبہ آیا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:17)

اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے/نصیحت لینے کیلئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے/نصیحت لینے والا؟

❀ سورہ تکویر میں فرمایا:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (التکویر:287/ 29)

وہ تو سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہی ہے۔اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے۔اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

۞ سورہ رحمن میں فرمایا:

اِن هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (الرحمن:69)

وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔

۞ قرآن تمام ذی شعور انسانوں کو جنہیں وہ ''اُولُوا الْاَلْبَابِ'' اور ''قَوْمٌ يَّعْقِلُوْنَ'' قرار دیتا ہے'تفکر اور تعقل کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ:

كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (یونس:24)

اسی طرح ہم کھولتے ہیں اپنی آیات ان لوگوں کے لیے جو تفکر کریں۔''

۞ اور فرمایا:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل:44)

اور اتارا ہم نے آپ پر ذکر تا کہ آپ جو کچھ لوگوں کے لیے اتارا گیا ہے اس کی وضاحت کر دیں ' تا کہ وہ تفکر کریں۔

۞ اسی طرح فرمایا:

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (البقرة:242)

اسی طرح اللہ اپنی آیات کی وضاحت فرماتا ہے تاکہ تم اچھی طرح سمجھ بوجھ سکو۔''

۞ سورہ زخرف میں فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (الزخرف:2)

ہم نے اسے قرآن عربی بنا کر اتارا تا کہ تم اسے سمجھ سکو۔''

۞ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، فِي كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: »فِي شَهْرٍ«، قَالَ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، يُرَدِّدُ الْكَلَامَ أَبُو مُوسَى، وَتَنَاقَصَهُ حَتَّى قَالَ: »اقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ«، قَالَ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ

ذَلِكَ، قَالَ : »لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَهُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ«

اللہ کے رسول! میں قرآن کتنے دنوں میں ختم کروں؟ فرمایا: "ایک ماہ میں"، کہا: میں اس سے زیادہ کی قدرت رکھتا ہوں (ابوموسیٰ یعنی محمد بن مثنیٰ اس بات کو بار بار دہراتے رہے) آپ اسے کم کرتے گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے سات دن میں ختم کیا کرو"، کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: "وہ قرآن نہیں سمجھتا جو اسے تین دن سے کم میں پڑھے

(سنن ابی داود: 1390، قال الالبانی: صحیح)

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا اصل مقصد اسے سمجھنا اور اس کی آیات میں غور وفکر کرنا ہے۔ صرف لفظی طور پر تلاوت کرنا اس کے مقاصد میں سے نہیں ہے۔

قرآن فہمی کے فضائل وثمرات

قرآن مجید میں تفکر تدبر کی اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرام اور تابعین قرآن کو پڑھنے یاد کرنے اس کی آیات کو سمجھنے، غور وفکر کرنے اور ان پر عمل کرنے کا خاص اہتمام کرتے تھے، یہی حال اور یہی معمول دیگر تمام سلف صالحین کا تھا بعد کے زمانے میں جس قدر امت کے اندر کمزوری آتی گئی قرآن کے ساتھ اس خاص تعلق واہتمام سے لوگ دور ہوتے چلے گئے جس کے نتیجے میں لوگوں نے قرآن پر عمل کرنا ترک کر دیا اور عملی زندگی میں کمی اور کوتاہی درآئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل فرمایا اور ہمیں اس میں غور وفکر کا حکم دیا اور خود اس کی حفاظت کی ذمے داری لی اس سلسلے کی نبوی بشارتیں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

قرآن فہمی سے حصولِ ہدایت:

قرآن کریم تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا معجزہ، انوار وبرکات اور اجر وثواب کا خزانہ اور تمام انسانیت کے لیے آب حیات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا نزول قرآن کا مقصد صرف حصول ثواب ہے کہ امت کو زیادہ سے زیادہ اجر وثواب پانے کے مواقع فراہم کرنے لیے یہ کتاب مقدس نازل کی گئی ہے؟

یا اس کے نزول کا مقصد کچھ اور ہے اور اس مقصد کو پانے کے لیے بطور ترغیب وعطا ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم خود اپنا تعارف کس طرح کراتا ہے اور نزول کا مقصد کیا بتاتا ہے۔

❁ قرآن مجید کے نزول کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

(البقرۃ: 185)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دیتی ہیں۔

۞ سورہ بقرہ ہی کی دوسری آیت ہے:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (البقرة:1)

(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔ اگر چہ قرآن کریم نے ہر ایک کو صحیح راستہ دکھایا ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ اس لئے اس معنی کے لحاظ سے اس کی ہدایت سب کے لئے ہے؛ لیکن نتیجے کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس ہدایت کا فائدہ انہی کو پہنچتا ہے، جو اس کی بات کو مان کر اس کے تمام احکام اور تعلیمات پر عمل کریں، اس لئے فرمایا گیا کہ یہ قرآن ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے۔ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (المائدة:15/ 16)

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی (قرآن) آئی ہے، اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کر دینے والی ہے، جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں، اور انہیں اپنے حکم سے اندھیریوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا کرتا ہے۔

۞ سورۃ نساء میں فرمایا گیا:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النسا:174)

اور نازل کر دیا ہے ہم نے آپ کی طرف ایک روشن نور (یعنی قرآن کریم)۔

۞ سورۂ یونس میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (يونس:57)

اے لوگو! تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے، اور ایمان

داروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

۞ سورۂ لقمان میں فرمایا:

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ هُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُحْسِنِينَ (لقمان:2/ 3)

یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں۔ ہدایت اور رحمت ہے محسنین کے لیے۔

۞ سورۃ النمل میں فرمایا:

هُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ (النمل:2)

قرآن کریم خوش خبری اور ہدایت ہے مومنوں کے لیے۔

۞ سورۂ آل عمران میں میں فرمایا:

هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ (آل عمران:138)

کے الفاظ آئے۔ یعنی قرآن کریم ہدایت اور نصیحت کا سامان ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا مقصد نزول "ھدیٰ" یعنی ہدایت ہے۔ اسی وجہ سے ''ھُدًی'' کا لفظ قرآن حکیم کے لیے کثرت کے ساتھ آیا ہے۔۔

۞ اسی طرح سورۃ النجم میں فرمایا:

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى (النجم:23)

ان کے رب کی طرف سے ھدایت کی کتاب آ چکی۔

۞ سورۃ الجن کا آغاز جنات کی ایک جماعت کے اس قول سے ہوتا ہے:

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا (الجن:1/2)

بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا۔ جو بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

۞ آگے چل کر ان کے الفاظ ہیں:

وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَى آمَنَّا بِهِ (الجن:13)

جب ہم نے ہدیٰ یعنی قرآن کو سنا تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔

۞ سورۃ الکھف میں ہے:

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى (الکھف:94)
''کیا ہے جو لوگوں کو ایمان لانے سے روکتی ہے جب کہ اُن کے پاس الہدیٰ یعنی قرآن آ چکا ہے؟''۔

۞ اسی طرح سورہ شوری کے ذیل کی آیت میں قرآن مجید کو روح نور اور ہدایت قرار دیا گیا:
وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (الشوریٰ:52)
اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) کی وحی بھیجی۔اس سے پہلے نہ آپ کتاب کو جانتے تھے نہ شریعت کے احکام کی تفصیل کو۔لیکن ہم نے قرآن کو نور بنایا۔جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور بیشک آپ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

۞ ایک آیت میں رب تعالیٰ نے اسے بصیرت قرار دیا ہے:
هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (الجاثیۃ:20)
یہ عام لوگوں کے لئے بصیرتیں ہیں اور یقین کرنے والوں کیلئے ہدایت ورحمت ہے۔
عاقل یعنی غور وفکر کرنے والے اور سوچ بچار کرنے والے کے لیے ایمان کا منبع وسرچشمہ صرف قرآنِ حکیم ہے۔

ظفر علی خان نے اس کی شاندار تعبیر اس شعر میں کی ہے:

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں!

حضرات! ان تمام آیات بینات سے یہ واضح ہوا کہ قرآن فہمی کا سب سے بڑا فائدہ حصول ہدایت ہے اور ہدایت تبھی ممکن ہے جب ہمیں قرآن مجید کا فہم ہوگا۔

قرآن فہمی سے معاشرے میں سب سے بہترین فرد ہونے کا اعزاز:

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے بہت سارے اعمال کو مشروع فرمایا ہے، ہر کام اپنی جگہ پر بہتر ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔مگر قرآن مجید کو سیکھنا یا اسے سکھانا بقیہ تمام اعمال میں سب سے بہترین عمل

ہے۔جیسا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔

سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی۔وہ کہا کرتے تھے:

وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا

یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لیے) بٹھا رکھا ہے۔

صحیح البخاری:5027

۞اسی طرح سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھیں اور سکھائیں۔

۞عاصم کہتے ہیں:

وَأَخَذَ بِيَدِي، فَأَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا أُقْرِئُ

مصعب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس (اعلیٰ) مقام پر بٹھایا کہ میں (اسے) قرآن پڑھاؤں۔

سنن ابن ماجہ:213،قال الالبانی:حسن صحیح

ایک آیت کا سیکھنا ایک اونٹنی سے بہتر اور دو آیتیں سیکھنا دو اونٹنیوں سے بہتر:

قرآن کی ایک آیت مبارکہ کو سیکھنے کی فضیلت یہ ہے کہ ایک آیت سیکھنا ایک اونٹنی سے بہتر ہے،دو آیات سیکھنا دو اونٹنیوں سے بہتر ہے۔چنانچہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کے صفے (چبوترے) پر (جہاں اصحاب صفہ ہوتے تھے) بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ، أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ، فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ، وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ نُحِبُّ ذَلِكَ، قَالَ: أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ، أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ

مِنَ الْإِبِلِ
تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح صبح بطحان جگہ یا وادی عقیق جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ یا قطع رحمی کے دو بلند کوہان اونٹ لے کر آئے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم (سب ہی) یہ پسند کرتے ہیں (کہ اس طرح روزانہ دو اونٹ ہمیں مل جائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم میں سے ایک آدمی صبح کے وقت مسجد میں جا کر اللہ عزوجل کی کتاب کی دو آیتیں کیوں نہیں پڑھتا یا ان کا علم کیوں حاصل نہیں کرتا۔ یہ اس کے لیے دو اونٹوں سے بہتر ثابت ہوں گی اور تین تین اونٹوں سے اور چار چار سے اور اسی طرح جتنی آیتیں وہ پڑھے یا جانے گا' اتنے ہی اونٹوں سے وہ اس کے لیے بہتر ہوں گی۔

(صحیح مسلم:803)

سکون، اطمینان اور رحمت الٰہی کا حصول:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ

جو لوگ اللہ کے گھر میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے سمجھ کر پڑھنے پڑھانے اور مذاکرہ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے سکون و اطمینان کا نزول ہوتا ہے، رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں کے درمیان ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔

(صحیح مسلم:2699)

یہاں اس حدیث میں قابل غور بات یہ ہے کہ مذکورہ فضیلتیں یعنی سکون و اطمینان کا نزول، رحمت الٰہی کا ڈھانپنا اور فرشتوں کے درمیان ذکر خیر یہ سب اس تلاوت کے بدلے میں ہے جس تلاوت میں سمجھنا اور غور و فکر کرنا شامل ہو۔ مگر آج کل ہماری صورتحال یہ ہے کہ ہم حدیث کے صرف ایک ٹکڑے پر عمل کرتے ہیں یعنی تلاوت، جبکہ سمجھ کر پڑھنے پڑھانے اور غور و تدبر کرنے کو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے حفظ قرآن میں زیادہ وقت لگے گا اور تلاوت کی مقدار میں کمی آئے گی لہٰذا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

تلاوت قرآن میں ایمان کا بڑھ جانا:

جب انسان تدبر تفکر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی کیفیت بدل جاتی، اللہ کی عظمت کے احساس سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، جنت اوراس کی نعمتوں کے تذکرے سے پرشوق ہوتا ہے اور جہنم اور اس کی ہولنا کیوں کے تذکرے سے خائف ہوتا ہے۔ اس کیفیت کی عکاسی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (الزمر:23)

اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا، ایسی کتاب جس کی تمام باتیں ایک جیسی ہیں، بار بار دہرائی ہوئی، جو مسلمان اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اوران کے دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہوجاتے ہیں۔

۞ مزید فرمایا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (الانفال:2)

وہی لوگ مومن کامل ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہوجائیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ کردیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے رہیں۔

تدبر قرآن اور نبی کریم ﷺ

❁ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے، جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کا بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ

آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے، جب تسبیح کی آیت سے گزرتے تو سبحان اللہ کہتے، دعاء کی آیت پڑھتے تو دعاء مانگتے اور جب پناہ مانگنے والی آیت ہوتی تو پناہ مانگتے۔

صحیح مسلم:772

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا:

اقْرَأْ عَلَيَّ

مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ

کہتے ہیں میں نے عرض کیا: میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا!

آپ نے فرمایا:

إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي

فرمایا: میری یہ خواہش ہے کہ میں اسے دوسروں سے سنوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے سورۃ النساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: (پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے محمد!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے)۔

تو مجھ سے فرمایا:

كُفَّ! فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ

رک جاؤ! جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے آنسو رواں تھے۔

صحیح البخاری:5055، صحیح مسلم:800

❁ مطرف اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینۂ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

سنن ابی داود:904، قال الالبانی: صحیح

تدبر قرآن صحابہ کرام وسلف صالحین رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمومی حالت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تک قرآن مجید کے کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کا معنی نہیں سیکھ لیتے تھے، آگے

نہیں بڑھتے تھے،جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان الرجلُ منا إذا تعلَّم عشرَ آياتٍ لم يجاوزهن حتى يعرف معانيَهُن والعمل بهن

ہم سے جو آدمی دس آیتیں سیکھتا تو جب تک اس کے معانی نہ جان لیتا اور اس پر عمل نہ کر لیتا، آگے نہ بڑھتا (یعنی ان دس آیات کو اچھی طرح سمجھتا، پھر ان پر عمل کرتا اور پھر آگے پڑھنا شروع کرتا)۔

الطبري 35/1،اسنادہ صحیح

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ القُرْآنَ، فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ المُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ القُرْآنَ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ المُشْرِكِينَ

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا لی۔ وہ اسی میں نماز پڑھا کرتے اور اسی میں تلاوت فرماتے۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے کھڑے ہو کر ان کی طرف دیکھتے اور تعجب کا اظہار کرتے۔ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو (بے تحاشا روتے) اور انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا۔ ان کا (اس سوز سے) قرآن مجید پڑھنا قریش کے مشرک سرداروں کو مضطرب کر دیتا۔

صحیح البخاری: 476

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

❁ امام حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَمُرُّ بِالْآيَةِ فِي وِرْدِهِ فَتَخْنُقُهُ الْعَبْرَةُ فَيَبْكِي حَتَّى يَسْقُطَ , ثُمَّ يَلْزَمَ بَيْتَهُ حَتَّى يُعَادَ , يَحْسِبُونَهُ مَرِيضًا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے اوراد میں کسی آیت کی تلاوت کرتے جو آپ کو خوف زدہ کر دیتی تو

آپ رضی اللہ عنہ اتنا روتے یہاں تک کہ گر پڑتے اور ایک یا دو دن گھر میں پڑے رہتے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی جاتی اور لوگ آپ کو مریض گمان کرتے۔

مصنف ابن ابی شیبۃ:34457

❁ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

عمر رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ بارہ سال میں سیکھی جب اسے مکمل سیکھ کر فارغ ہوئے تو ایک اونٹ ذبح کیا۔

(نزھۃ الفضلاء تھذیب سیر أعلام النبلاء 35/1)

صرف ایک سورت کو سیکھنے میں اتنی لمبی مدت اس لئے لگی کیونکہ انہوں نے اسے غور و تدبر کے ساتھ پڑھا اور سیکھا تھا۔

❁ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ اس سے لوگوں کے احوال دریافت کرنے لگے انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! ان میں سے بعض لوگوں نے اتنا اتنا قرآن پڑھ لیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم مجھے پسند نہیں کہ لوگ قرآن پڑھنے میں اس قدر جلد بازی سے کام لیں، میری یہ بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور کہا خاموش ہو جاؤ، میں رنجیدہ خاطر ہو کر گھر واپس لوٹنے لگا تو عمر رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھنے لگے: ابھی اس شخص کی کون سی بات تمہیں ناگوار گزری ہے؟ میں نے کہا: اگر یہ لوگ قرآن پڑھنے میں اس قدر جلد بازی کریں گے تو اس کے معانی و مفاہیم کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھ سکیں گے جس کے نتیجے میں باہم اختلاف ہوگا اور اس اختلاف کے نتیجے میں آپس میں لڑائی جھگڑے کریں گے، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابن عباس تم نے سچ کہا یقینا میں اس بات کو لوگوں سے چھپاتا تھا مگر تم نے حقیقت بیان کر دیا۔

(نزھۃ الفضلاء تھذیب سیر أعلام النبلاء 278/1)

یقینا بعد میں وہی کچھ ہوا جس کا اندیشہ عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ظاہر کیا تھا چنانچہ خوارج کا ظہور ہوا جو قرآن کو پڑھتے ہیں مگر یہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے انہیں کہا:

إِنِّي لَأَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ

میں (سورہ) مفصل کو ایک رکعت میں پڑھتا ہوں۔

تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، إِنَّ أَقْوَامًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، وَلَكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيهِ نَفَعَ

(تم) اس طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو جس طرح شعر پڑھے جاتے ہیں۔ بیشک کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن اُن کے گلے سے نیچے نہیں اترتا۔ (لیکن یاد رکھو!) قرآن مجید جب دل و دماغ میں راسخ و پختہ ہو جائے تب ہی نفع دیتا ہے۔"

صحيح مسلم:822

سیدہ اَسماء رضی اللہ عنہا:

عباد بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى أَسْمَاءَ وَهِيَ تَقْرَأُ: {فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ} قَالَ: «فَوَقَفَتْ عَلَيْهَا، فَجَعَلَتْ تَسْتَعِيذُ وَتَدْعُو» قَالَ عَبَّادٌ: فَذَهَبْتُ إِلَى السُّوقِ، فَقَضَيْتُ حَاجَتِي، ثُمَّ رَجَعْتُ وَهِيَ فِيهَا بَعْدُ تَسْتَعِيذُ وَتَدْعُو

میں اَسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ یہ آیت: فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ (پس اللہ نے ہم پر احسان فرما دیا اور ہمیں نارِ جہنّم کے عذاب سے بچا لیا) پڑھ رہی تھیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں کھڑا ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہا اس آیت کو دوہراتی جاتیں اور (ساتھ) دعا کرتی جاتیں۔ پس ان کا یہ عمل مجھ پر طول پکڑ گیا، پس (وہاں سے) میں بازار چلا گیا اور میں نے اپنی ضرورت پوری کی، پھر وہاں سے میں لوٹا (تو کیا دیکھا) وہ (ابھی تک) اس آیت کو دہرا رہی اور دعا کر رہی تھیں۔"

مصنف ابن ابی شيبة:60387

امام حسن بصری رحمہ اللہ:

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قرآن اس لئے نازل کیا گیا تا کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے لیکن لوگوں نے اس کی تلاوت ہی کو عمل بنا لیا۔

(مدارج السالكين 485/1)

یعنی انہوں نے قرآن کو عمل کی کتاب بنانے کے بجائے صرف لفظی تلاوت کی کتاب بنا لیا چنانچہ بغیر سمجھے

اور عمل کیئے صرف تلاوت کرتے ہیں۔

محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ:

محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں رات سے لے کر صبح تک صرف دو سورتیں إذا زلزلت الأرض اور القارعۃ غور وفکر کے ساتھ پڑھتا رہوں یہ میرے لیے اس سے کہیں بہتر ہے کہ پورا قرآن بغیر غور وتدبر کے جلدی جلدی پڑھوں۔

(الزھد لابن المبارك 97)

قرآن کریم کا عدم فہم اور اس کا انجام

جو شخص قرآن مجید میں کسی طرح بھی فہم حاصل نہیں کرتا، یہ اس کے لیے باعث ہلاکت ہے۔ چنانچہ عبید ابن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں جو سب سے حیران کن بات دیکھی اس کے بارے میں مجھے بتائیے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کچھ دیر خاموش رہیں، پھر فرمایا: جن راتوں میں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام) میرے پاس تھا ان میں سے ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! مجھے الگ چھوڑ دو کہ میں آج رات اپنے رب کی عبادت کروں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں آپ کے قرب کو پسند کرتی ہوں اور اس چیز کو بھی پسند کرتی ہوں جو آپ کو پسند ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور وضو کیا اور پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک (آنسوؤں سے) تر ہوگئی۔ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ زمین بھی تر ہوگئی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نمازِ فجر کی اطلاع دینے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں حالانکہ آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

پھر فرمایا:

لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَةٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ... }» الْآيَةَ كُلَّهَا

آج رات مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے۔اس کے لئے بربادی ہے جس نے اسے پڑھا اور اس میں غور وفکر نہ کیا۔(وہ آیت یہ ہے:) اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ (بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں)......آپ ﷺ نے آخر تک مکمل آیت بیان کی۔“

صحیح ابن حبان:620،حسن

سورۃ الفرقان میں محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ فریاد نقل ہوئی ہے، جو روز قیامت آپ اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں کریں، فریاد کیا وہ مستقل مقدمہ ہوگا، ان لوگوں کے خلاف جو قرآن کریم کو چھوڑے ہوئے ہیں:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (الفرقان:30)

”اور رسول اللہ فریاد کریں گے کہ اے میرے ربّ! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔“

علامہ اقبال شاید اسی آیت قرآنی کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کرتے ہیں:ؔ

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی!

”(اے مسلمان!) تیری ذلت اور رسوائی کا اصل سبب تو یہ ہے کہ تو قرآن سے دُور اور بے تعلق ہو گیا ہے لیکن تو اپنی اس زبوں حالی پر الزام گردشِ زمانہ کو دے رہا ہے!“

قرآن فہمی کی کنجیاں

قرآن فہمی کے لیے ضروری ہے کہ:

- قرآن سے دلی محبت کی جائے۔
- فہم، تدبر اور عمل کی غرض سے اس کی تلاوت کی جائے۔
- قیام اللیل میں اسے پڑھا جائے۔
- معنی کی واقفیت کے لیے بار بار تلاوت کی جائے۔
- اس ماہ رمضان میں ترجمہ وتفسیر کلاسز کا با قاعدہ حصہ بنیں۔

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

+923086222418

+923111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:

+923111701903

+923036604440

+923086222416